بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث قسطنطنیہ

تالیف

خادم دین اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور موبائل: 0300-4274936

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم، لاہور 0300-4274936

خوش حالی کے لیے مجرب نسخہ

امیری، غریبی، مالی تنگ دستی اور خوش حالی کا نظام رب کائنات کی مشیت پر ہے۔ مالی تنگ دستی نمازی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیز گار لوگ بھی معاشی تنگی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان مرد وعورت کو معاشی تنگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نعمت کے ساتھ ہمکنار فرمائے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے ذلت والی محتاجیوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے غربت اور معاشی تنگی کی شکایت کی تو رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا:

۱۔ ''جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔

۲۔ ''پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' کہو اور

۳۔ ''ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ پڑھو۔''

اس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اس نے اپنا معمول بنالیا جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا دایاں قدم اندر رکھتے ہی رسول کریم ﷺ کے ارشادِ مقدس کے مطابق عمل کرتا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر دولت کی ریل پیل کردی یہاں تک کہ وہ اپنے ہمسایوں اور قرابت داروں کو دینے لگا۔[1]

---

[1] (تفسیر قرطبی جلد ۲۰ ص ۲۰۰، تفسیر کبیر جلد ۲۹ جز ۳۲ ص ۱۷۷، کشف الاسرار جلد ۱۰ ص ۶۶۱ جلد ۱، الانعام عربی ص ۲۵۵ ... الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ترجمہ جلد ۱، الانعام ص ۲۵۶

نام کتاب : ''حدیث قسطنطنیہ''

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

نشان منزل : حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری

کمپوزر : عروج احمد یوسفی

کمپوزنگ سینٹر : ابوبکر کمپوزنگ سینٹر گجر پورہ سکیم لاہور۔

پروف ریڈرز : صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

بار اول : ۳۳۰۰ مارچ ۲۰۰۵ء

بار دوم : ۱۱۰۰ اپریل ۲۰۰۶ء

ہدیہ : ۳۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر یوسفی زہری

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم، لاہور 0300-4274936

www.seedharastah.com

فہرست

انتساب

بندہ ناچیز "حدیث قسطنطنیہ" کے عنوان سے تالیف کی گئی اس کتاب کو "شہداء کربلا" کے نام منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

دعوت فکر

اس دار فانی میں ہر آنے والے نے اس دنیا سے جانا ہے پھر عالم برزخ سے گزر کر عالم ابدی میں پہنچنا ہے آخرت پر یقین رکھنے والے ہر کلمہ گو کو کچھ کہنے 'کرنے اور لکھنے سے پہلے سوچنا ہے کہ اپنے کہے 'کئے اور لکھے ہوئے کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور جواب دینا ہے جس شخص کو اس بات کا یقین کامل ہو جائے کہ اسے اپنے معاملات کا بارگاہ الٰہی میں جواب دینا ہے اس کی فکر 'کردار اور عمل ایمان کی روشنی میں صحیح سمت اختیار کرتے ہیں' ہر وہ شخص جو دعویٰ ایمان رکھتا ہے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے احکام اور ارشادات کے مطابق اپنے قول و فعل کو سنوارنا ہے۔

جن ہستیوں اور نفوس قدسیہ کے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں محامد اور محاسن بیان کئے گئے ہیں ہمیں انہیں تسلیم کرنے میں بخل اور بد دیانتی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ اسی میں ہماری بھلائی اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی ہے۔ رسول کریم ﷺ ' آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ' اولاد پاک ' عترت پاک رضی اللہ عنہم ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ' صحابیات رضی اللہ عنہن اور اولیاء کرام و بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں قلم اور زبان کو انتہائی محتاط اور باادب انداز میں استعمال کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے معصوم اور محفوظ ہستیوں کے متعلق قلم اور زبان کو غلط استعمال کیا انہیں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ عزت اور شرف پانے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ ' الکریم کے پیاروں سے محبت اور عقیدت کی راہ سے بھٹکنا نہیں چاہئے۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشان منزل

حدیث قسطنطنیہ اور یزید پر حضرت مولانا علامہ الحاج منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ (ایم۔ اے) کا نہایت تحقیقی مقالہ میرے پیش نظر ہے۔ موصوف نے اس سلسلہ میں متعدد روایات کو یکجا کر کے دلائل و براہین سے حقائق تک پہنچنے کی جو مساعی جمیلہ فرمائی ہیں یہ انہیں کا حق تھا جسے احسن وجوہ نبھایا ہے۔

احکام شریعت کا نفاذ ظاہری افعال و اعمال پر ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زبانی یا تحریری طور پر طلاق دے تو وہ انہی کلمات کے مطابق موثر ہوگی جیسے اس نے کہے یا لکھے ہونگے بعد میں اس کے انکار کی کوئی اہمیت و حیثیت نہیں ہوگی اگر کہے کہ میری نیت نہیں تھی لہذا طلاق نہیں ہوئی' اس کا اب یہ کہنا شرعاً قطعاً ناقابل قبول ہوگا۔

یزید کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح سے ہے اس کے ظاہری کردہ افعال' اعمال و احکام جو وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہے ان پر ہی شرعی ضابطہ کا نفاذ ہوگا۔ حدیث قسطنطنیہ میں کلمہ "مغفور لھم" پر محققین و مفکرین اسلام نے بڑی طویل ابحاث کی تھیں جو اہل علم سے قطعاً پوشیدہ نہیں۔ مگر یہ قاعدہ بھی مسلمہ ہے لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ اکثریت کا اطلاق کل پر ہوتا ہے اور "القلیل کالمعدوم" قلیل معدوم ہے یعنی قلت پر حکم نہ ہونے کے برابر ہے۔

بناء "علیہ "مغفور لھم" میں یزید کو اپنے افعال و اعمال شنعیہ و قبیعیہ کے باعث شامل ہی نہ سمجھا جائے تو کونسی قیامت آجائے گی. جب شرعی احکام کا دارومدار ظاہری امور کے ظہور پر ہے تو یزیدی کردار لائق تحریر نہیں۔ البتہ قابل مذمت ضرور ہے۔

یوں بھی جتنی روایات عظمت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شاہد و عادل ہیں ان

سے کہیں زیادہ یزید کی تنقیص پر دلالت کرتی ہیں۔ "لاتجتمع امتی علی الضلالۃ" ارشاد مخبر صادق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے غیر جانبداری سے اپنے ایمان و ایقان کو آواز دیجئے اور اس سے فیصلہ لیجئے تو "یزید مغفور لھم" کی صف سے بہت دور کھڑا نظر آئے گا۔

مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ لشکر اسلام نے بحری جنگ کا آغاز امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں کیا کیونکہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحری سفر کو ناپسند فرماتے تھے اس لئے انہوں نے ادھر توجہ ہی نہ دی۔ تاہم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بحری جہاد کے لئے اولین اسلامی لشکر کی نشاندہی صفحات تواریخ میں ستائیس ہجری سے تینتیس ہجری تک نظر آتی ہے۔ جبکہ دوسری بار اسلامی لشکر نے بحری جہاد کا سفر باون ہجری سے اٹھاون ہجری کے کسی سال میں فرمایا۔

اب ہم ان سنین کی روشنی میں یزید کی عمر کا جائزہ لیتے ہیں۔ حادثہ کربلا محرم الحرام اکسٹھ کے پہلے عشرہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اس وقت امام عالی مقام سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی عمر شریف چھپن برس تھی جبکہ یزید چونتیس سال کا تھا۔ گویا کہ 60 ہجری کی تکمیل تک یزید کی کتنی عمر تھی۔ 60 سے 34 منفی کریں تو 26 ہجری یزید کا سن پیدائش بنتا ہے۔ جبکہ پہلے لشکر کا 27 ہجری کو بحری جہاد کے لئے نکلنا متعین کریں تو یزید اس وقت صرف ایک سال کا تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ 33 ہجری کو اس لشکر کی روانگی تسلیم کی جائے تو یزید کی عمر صرف سات سال تک بنتی ہے۔ ظاہر ہے اتنی سی عمر میں قیادت و سپہ سالاری کا تصور تک معدوم ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ پہلے لشکر میں سپہ سالاری تو کجا لشکر میں شمولیت کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الخلفا میں یزید کی تاریخ پیدائش 45 یا 46 ہجری رقم فرمائی ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ پہلے لشکر میں

یزید کسی بھی صورت میں شامل نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس وقت تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

ہاں البتہ دوسرے لشکر میں شمولیت کو تسلیم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت یزید کی عمر 18 سے 24 سال تک کا ثبوت ملتا ہے اور یہ عمر عموماً جہاد میں شمولیت کے لئے کافی ہے۔ لہذا یزید دوسرے لشکر میں گو پہلے سے شامل نہیں تھا' البتہ یزید کو بطور سزا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھیجنا مسلم ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ یزید سرے سے اس اسلامی لشکر میں تھا ہی نہیں جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "مغفور لھم" کی بشارت دی تھی۔

اب ہم دلائل و براہین سے یزید کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں۔ درس نظامیہ میں داخل نصاب کتاب شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔

فنحن لانتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ وعوانہ O پس ہم یزید اور اس کے ایمان کے بارے میں کوئی توقف نہیں کرتے 'یزید اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (شرح عقائد نسفی 117)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کو شیخ احمد صبان "اسعاف الراغبین" (ص 165) میں رقم کرتے ہیں قال الامام احمد بکفرہ وناھبک بہ ورعاً وعلماً تفتضیان ان لم یقل ذلک الا لما ثبت عندہ امور صریحۃ۔ (الی آخرہ) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے یزید کو کافر کہا' اپنے علم وورع کے اعتبار سے وہ کافی ہیں۔ ان کے علم وورع اس بات کے مقتضی ہیں کہ یزید کو کافر اسی وقت کہا ہوگا جبکہ صریح موجب کفر باتیں اس سے واقع ہوئی ہوں گی۔

جناب نوفل بن فرات سے مروی ہے کہ کنت عند عمر بن عبدالعزیز فذکر رجل یزید فقال امیر المومنین یزید بن معاویۃ فقال تقول امیر المومنین فامر بہ فضرب عشرین سوطاً O "میں حضرت عمر بن عبدالعزیز

کی بارگاہ میں تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا اور اسے امیر المومنین کہہ دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے ڈانٹ پلائی اور کہا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے؟ حکم دیا اور اسے بیس کوڑے مارے گئے۔"

یزید کے معاصر حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء انہ رجل ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ (تاریخ الخلفاء ص 146 والصواعق المحرقۃ ص 133

ہم نے یزید کی بیعت اس وقت تک نہیں توڑی جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ سنگسار نہ کر دیئے جائیں وہ محرمات سے نکاح کرتا' شراب پیتا اور نمازیں ترک کر دیتا تھا۔

مسند ابو یعلیٰ کے حوالے سے امام ابن حجر مکی اور شیخ محمد صبان رقمطراز ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لایزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید O میری امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا۔ یہاں تک کہ پہلا جو شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا وہ بنی امیہ کا ایک فرد یزید ہوگا۔" (تاریخ الخلفاء)

مذکور الصدر حضرات' حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ انہوں نے فرمایا سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید O میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ پہلا شخص جو میری سنت کو بدلے گا بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔"

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعوذ وابالله من راس السبعين وامارة الصبيان ٥ لوگو ستر سال کی ابتدا اور چھوکروں کے امیر ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو۔"

امارۃ الصبیان کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر کرتے ہیں ای من حکومة الصغار الجهال کیزید بن معاویة واولاد حکم بن مروان وامثالهم (الی آخره) "امارۃ الصبیان سے جاہل چھوکروں کی حکومت سے مراد یزید بن معاویہ، حکم بن مروان کی اولاد اور ان کی مثل دوسرے لوگ ہیں۔"

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللهم انی اعوذبك من راس الستين وامارة الصبيان فاستجاب الله فتوفاه سنة تسع واربعين وكانت وفاة معاوية وولاية ابنه سنة سبعين ٥

"الٰہی مجھے 60ھ کی ابتداء اور چھوکروں کی حکومت سے پناہ عطا فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور 49ھ میں وصال فرماگئے جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال اور یزید کی امارت 60ھ میں قائم ہوئی"۔

تاریخ ایک کسوٹی ہے جس پر واقعات کی جانچ پرکھ ہوتی ہے' اس کا نشیمن اتنا بلند ہے جہاں کسی طفل مکتب کے ترکش کا تیر پہنچ نہیں پاتا۔ ہر اہل حق وانصاف اور صاحب دیانت وامانت سے ہماری گزارش ہے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ دنیا خون ناحق کرنیوالے کو سفاک وظالم کہا کرتی ہے تو جس نے نواسہ رسول جگر گوشہ بتول نور نگاہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے آب ودانہ تہ تیغ کیا ہو۔ جن کی لاشیں کربلا کی تپتی زمین پر بے گور وکفن پڑی ہوں' بے دردی کے ہاتھوں انہیں شہید کیا گیا ہو۔ جن کے خیموں میں غلے کا ایک دانہ اور پانی کا ایک قطرہ تک بھی نہ جانے دیا ہو' جن کے بچے بھوک

اور پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر آغوش مادر میں ابدی نیند سو گئے ہوں۔ مگر ظالموں کی آنکھیں تک نم نہ ہوئیں۔ کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچو ان بدنصیبوں کو کیا ہو گیا تھا' آخر ہم اسے کیا کہیں؟

جن کے گھر سے ایک دنیا کو رحم وکرم کی بھیک ملی تھی' اسی گھر کا ننھا منا سا معصوم بچہ علی اصغر پانی کے ایک قطرے کے لئے ترس گیا۔ وہ حسین جس کے چاند جیسے چہرے اور پتلے پتلے ہونٹوں کو لب ہائے نبوت نے بارہا پیار کیا تھا۔ اسی کا جسم کربلا کے چٹیل میدان میں تیر ونیزے' بلم بھالے اور شمشیر وسنان سے گھائل کر دیا گیا۔

حسین کو باغی اور یزید کو متقی وہی کہہ سکتا ہے جس کے دماغ میں کیڑے اور عقل پر پتھر پڑ چکے ہوں۔ ہمیں اس اعتراف میں کوئی جھجک نہیں ہم اس اعلان کو باعث فخر ومباہات سمجھتے ہیں کہ ہم حسینی ہیں۔ آل نبی ﷺ کی سواریوں کی گرد راہ کو ہم حاصل زندگی اور متاع اخروی سمجھتے ہیں۔ اب جن کو یزیدی ٹولے میں اپنا نام درج کرانا ہے وہ بخوشی کرائے اور جنہیں حشر کی ہولناکیوں میں آل نبی ﷺ کے دامن میں پناہ لینی ہو وہ ڈاکٹر اسرار اور اس قسم کے بدنصیب اشرار پر نفرین وملامت کو اپنا وظیفہ بنالیں۔

ایک عاشق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت شاہ نیاز بریلوی قدس سرہ' کے یہ ملفوظات تاریخ کا ایک حصہ بن چکے ہیں جب ان سے کسی نے عرض کیا حضرت! یزید کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو جواباً آپ نے فرمایا جتنی دیر یزید کے متعلق اظہار خیال میں وقت ضائع کرنا ہے اس سے کہیں بہتر ہے کہ اتنی دیر حسین حسین کہا جائے جو باعث سعادت اور موجب نجات ہے۔ آپ ہی کا محبت بھرا یہ شعر زبان زد عام ہے

اے دل بگیر۔ دامن سلطان اولیاء
یعنی حسین ابن علی جان اولیاء

آخر میں' خانوادہ نبوت کے چشم وچراغ' امین سند قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی

شاہ صاحب چشتی گولڑوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین نصیر چشتی گولڑوی زینت آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے رشحات قلم کو شامل کرکے اس مقالہ کی قدر و منزلت کو باعث یمن و برکات بنانے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جسے آپ نے اپنی عظیم و ضخیم تالیف "نام و نسب" ص 18-17 پر ایک مغربی تعلیم یافتہ یزیدی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بعنوان "ایک مسکت جواب" تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں' حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ فرماتے ہیں۔

مغربی تعلیم یافتہ اور بدقسمتی سے دینی تعلیم سے بے بہرہ ذہن' بعض اوقات عجیب و غریب قسم کے سوالات کرتا ہے۔ ایک صاحب اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے: کہ وہ ذات تو بڑی غَفُوْرٌ رَّحِیْم ہے' اس کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نقطہ عروج بیان کرتے ہوئے بولے: کہ جو لوگ یزید کو گالیاں دیتے اور اس پر لعنت بھیجتے ہیں مجھے ان سے اختلاف ہے' انہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ (متفق علیہ) ترجمہ "بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی" کے مطابق ہو سکتا ہے کہ وہ ذات کریم قیامت کے دن جوش رحمت میں آکر یزید کو بھی بخش دے اور اس کے نامہ سیاہ پر اپنا قلم عفو پھیر دے۔ یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور ایک نامعلوم استاد کا ایک فارسی قطعہ یاد آگیا جس کا مفہوم انہیں جواب میں سنا دیا۔ غالباً اس دور میں کسی ایسے ہی سر پھرے نے شاعر سے اسی قسم کا سوال کیا ہو گا۔

میں نے کہا بلاشبہ باری تعالیٰ کی رحمت ایک قلزم بے کراں ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا' مگر اتنا سن لیجئے کہ اگر باری تعالیٰ ایک فاسق و فاجر' شرابی' بدکار اور ظالم و سفاک کو جس نے خانوادہ رسالت کا خون بہایا' بخش سکتا ہے تو کیا ایسے نامراد پر لعنت کے چند گجرے نچھاور کرنے اور اسے دو چار گالیاں دینے والے کو نہیں بخش سکتا۔ اتنے بڑے مجرم کے لئے اگر اس قدر رحمت و عفو کا امکان ہے تو کیا اسے چند

گالیاں دینے والے اور صرف اس پر لعنت بھیجنے والے کے لئے کوئی امکان بخشش نہیں؟ یہ جواب سن کر وہ بڑے نادم ہوئے۔ میں نے جب ان کی ندامت کے آثار کو ان کے چہرے سے پڑھ لیا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس دور میں کوئی تو ندامت و پشیمانی محسوس کرنے والا باقی ہے۔

اسی نشست میں ایک رباعی میں نے کہی جو میری فارسی رباعیات کے مجموعہ "آغوش حیرت" میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

گر جمع روافض است نزد تو مرید
ہم خارجیاں را شمر از بطن پلید
ایمان من است حب آل و اصحاب
لعنت بہ سر یزید و اتباع یزید

ترجمہ۔ اے مخاطب! اگر شیعہ تیرے نزدیک مردود ہیں تو پھر خارجیوں کو بھی پلید اور ناپاک پیٹ کی پیداوار سمجھ۔ میرا ایمان تو آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ہے' یزید پر بھی لعنت ہو اور ساتھ ہی اس کے نام لیواؤں پر۔

جس طرح امیہ نوازوں اور یزید کے پرستاروں کو اس کے اسلاف و اعقاب سے بے پناہ ہمدردیاں ہیں' اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں اور غلاموں کو بھی آپ کی عترت پاک سے بے پناہ عقیدت و محبت ہے۔

کیا بنو امیہ سے محبت رکھنے کا بھی کوئی حکم قرآن و حدیث میں موجود ہے جس کے تحت خارجی یزید اور اتباع یزید سے اس قدر عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں اور کیا اہل سنت کے بارے میں کوئی ایسی آیت یا حدیث پائی جاتی ہے جس کی رو سے وہ دامان رسول و بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا محبت اور عقیدت رکھنا ناجائز قرار دیا گیا ہو؟ بلکہ اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تطہیر کی ضمانت تو خود قرآن مجید نے دی اور احادیث صحیحہ میں بھی ان کے ساتھ محبت و مودت کے احکام صریحہ موجود ہیں جن کا ذکر

اجمالاً یہاں بھی کیا گیا۔

آخر میں راقم الحروف حضرت مولانا علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ جنہوں نے نہایت متانت سے ڈاکٹر اسرار صاحب کے بے سروپا دعاوی کو دلائل و براہین سے ھباءً منثورًا کر دیا۔ آپ تمام شعبہ ہائے تبلیغ پر بڑی گہری نظر کے مالک ہیں اور نہایت محنت اور محبت سے درس و تدریس' تحریر و تصنیف' وعظ و تقریر سے مسلک حق کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ریڈیو' ٹی وی بھی آپ سے بھرپور استفادہ کر رہا ہے اور ہروقت "سید ھا راستہ" دکھانے اور اس پر چلانے میں معروف ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے فیوض و برکات کو دوام بخشے اور زمانہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے۔ امین ثم امین۔

فقط

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

خطیب مریدکے ضلع شیخوپورہ پاکستان

1422ھ 14 محرم الحرام 2001ء 30 مارچ

حدیث قسطنطنیہ

دنیائے اسلام میں کئی گروہ یا فرقے ہیں۔ ان فرقوں میں ایک فرقہ وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے جبکہ ایک فرقہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے اور ایک جماعت وہ بھی ہے جو دونوں سے عقیدت و محبت رکھتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالفین کو "رافضی" کہتے ہیں۔ اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے مخالفین کو "خارجی" کہتے ہیں اور جو دونوں کے محب اور عقیدت مند ہیں انہیں "اہلسنت و جماعت" کہتے ہیں۔

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشن کے مخالفین اور یزید کے وکلاء خود اپنے کردار سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یزید کے وکلاء کی یزید کی حمایت میں سب سے بڑی دلیل "حدیث قسطنطنیہ" ہے۔ جس میں "مغفور لھم" کے الفاظ ہیں۔

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں جلد ۱ صفحہ ۴۱۰-۴۰۹ پر "کتاب الجہاد" کے باب:۔ "باب ما قیل فی قتال الروم" (یعنی رومی نصاریٰ سے جہاد کے بیان) میں ہے۔

حدیث پاک سند کے ساتھ اس طرح ہے۔ حدثنا اسحاق بن یزید الدمشقی ثنا یحیی بن حمزة ثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان ان عمیر بن الاسود العنسی حدثه انه اتی عبادة بن صامت وھو نازل فی ساحل حمص وھو فی بناء له ومعه ام حرام قال عمیر فحدثتنا ام حرام انها سمعت النبی ﷺ یقول:۔ "اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا"

قالت ام حرام:۔ "قلت یارسول الله انا فیھم قال انت فیھم"

قالت ثم قال النبی ﷺ "اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم" قلت انا فیھم یارسول الله قال لا [1]

---

[1] مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۶۰۰' عمدة القاری جلد ۷ جز ۱۰ ص ۱۹۸' البدایة والنہایة جلد ۶ ص ۲۵۳' فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲۷' دلائل النبوة للبیہقی جلد ۶ ص ۴۵۲' تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۴۰۳۔

(ترجمہ) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ثور بن یزید نے انہوں نے کہا خالد بن معدان سے روایت ہے کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان سے بیان کیا کہ وہ (حضرت) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے جب کہ وہ حمص کے ساحل پر ایک مکان میں تھے۔ (ان کی بیوی حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنہا) ان کے ساتھ تھیں۔ (حضرت) عمیر نے کہا ہم سے (حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنہا) نے (حدیث پاک) بیان کی کہ اس نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں (سوار ہو کر) جنگ کرے گا۔ (قد اوجبوا) تحقیق ان کے لئے واجب ہو گئی (یعنی بہشت)۔ (حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا! یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں بھی ان میں ہوں گی؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تو ان میں ہو گی۔ کہتی ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) میں جہاد کرے گا (مغفور لهم) وہ مغفور ہو گا یعنی اس کی بخشش ہو گی۔ (حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میں اس میں بھی ہوں گی؟ فرمایا۔ نہیں!"

ان دو لشکروں کا ذکر صحیح بخاری شریف میں چند دیگر مقامات پر بھی ہے مگر وہاں "قد اوجبوا" اور "مغفور لهم" کے الفاظ نہیں ہیں اور مذکورہ دو لشکروں کا ذکر مختلف احادیث میں کچھ اس طرح پھیلا ہوا ہے۔ مثلاً بخاری شریف کے:

باب الدعا بالجهاد والشهادة للرجال والنساء (یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے جہاد اور شہادت کے لئے دعا کرنا) کے باب میں ہے۔

حدثنا عبداللہ ابن یوسف عن مالك عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحة عن انس بن مالك انه سمعه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل على ام حرام بنت ملحان فتطعمه وكانت ام حرام تحت عبادة بن الصامت فدخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطعمته وجعلت تفلي راسه فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم استيقظ وهو يضحك قالت فقلت ما يضحكك يا رسول الله قال ناسٌ من امتي عرضوا عليَّ غزاة في سبيل الله يركبون ثبج هذا البحر ملوكا

على الاسرة او مثل الملوك على الاسرة شك اسحاق قالت فقلت يا رسول الله ادع الله ان يجعلني منهم فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم وضع راسه ثم استيقظ وهو يضحك فقلت وما يضحكك يا رسول الله قال ناسٌ من امتي عرضوا على غزاة في سبيل الله كما قال في الاول قالت فقلت يا رسول الله ادع الله ان يجعلني منهم قال انت من الاولين فركبت البحر في زمان معاوية ابن ابي سفيان فصرعت عن دابتها حين خرجت من البحر فهلكت ؎

(ترجمہ:۔) "امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' وہ مالک سے' وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بیان کرتے ہیں' وہ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی (حضرت) ام حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا)' (جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں) کے پاس تشریف لے جایا کرتے۔ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کھانا کھلاتیں۔ ان کے خاوند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف فرما تھے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کو آرام پہنچانے یعنی مساج کرنے لگیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور (کچھ دیر کے بعد) ہنستے مسکراتے ہوئے جاگے۔ (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس حال میں پیش ہوئے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ یہ شک اسحاق راوی نے کیا ہے۔ (فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ

؎ بخاری جلد ۱ ص ۳۹۱' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶' ابن ماجہ ص ۲۰۳' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۰۵' موطا امام مالک ص ۴۷۹' مسلم جلد ۲ ص ۱۴۲' ترمذی جلد ۱ ص ۲۹۳' نسائی جلد ۲ ص ۶۴' کتاب الاذکار ص ۱۷۶' (مختصراً) عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۸۵' فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۳' تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۳۴۷۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اللہ کریم سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان لوگوں میں سے کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

پھر آپ ﷺ نے سر انور سرہانے پر رکھا اور سو گئے' پھر ہنستے مسکراتے ہوئے اٹھے تو میں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کو کس بات نے ہنسایا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا میری امت میں سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے' جیسے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ (ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے لئے دعا فرمایئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے ان جہاد کرنے والوں میں شامل فرمائے۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا تم پہلے لوگوں میں ہو۔ (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں سمندر میں جہاز پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر میں جہاز سے نکلیں اور اپنی سواری پر چڑھنے لگیں تو گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (شہید ہو گئیں)"

اس حدیث شریف کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الجہاد کے باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ فمات فھو منھم (یعنی جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں سواری سے گر کر مر جائے وہ مجاہدین میں سے ہے' شہیدوں میں سے ہے) میں دوسری سند سے بھی نقل کیا ہے۔ حدیث شریف یہ ہے:۔

حدثنا عبداللہ بن یوسف ثنی اللیث ثنی یحیی عن محمد بن یحیی بن حبان عن انس بن مالك عن خالتہ ام حرام بنت ملحان قالت:۔

"نام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما قریبا منی ثم استیقظ یتبسم"

فقلت ما اضحکك:۔ "قال اناس من امتی عرضوا علی یر کبون ھذا البحر الاخضر کالملوك علی الاسرۃ"

قالت فادع اللہ ان یجعلنی منھم فدعا لھا ثم نام الثانیۃ ففعل مثلھا فقالت مثل قولھا فاجابھا مثلھا فقالت ادع اللہ ان یجعلنی منھم:۔ "فقال انت من الاولین"

فخرجت مع زوجھا عبادۃ بن الصامت غازیا اول ما رکب المسلمون البحر مع معاویۃ فلما انصرفوا من غزوتھم قافلین فنزلوا

الشام فقربت الیھا دابۃ لتر کبھا فصر عتھا فماتت [3]

(ترجمہ:۔) "امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم نے عبداللہ بن یوسف سے بیان کیا' انہوں نے لیث سے' انہوں نے یحیی سے' انہوں نے محمد بن یحیی بن حبان سے' وہ (حضرت) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے اور وہ اپنی خالہ (حضرت) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں ایک دن نبی کریم (ﷺ) میرے ہاں آرام فرما رہے تھے۔ پھر آپ (ﷺ) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کو کس نے ہنسایا؟ تو (آپ ﷺ) نے فرمایا میری امت میں کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اس سبز سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا۔ دعا فرمایئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے ان میں سے کرے۔ آپ ﷺ نے اس (یعنی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا) کے لیے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ سو گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد پھر پہلے کی طرح ہنستے ہوئے اٹھے اور پوچھنے پر پہلے کی طرح جواب ارشاد فرمایا۔ (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے) عرض کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں سے کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ (یعنی تو پہلے لوگوں میں سے ہے)

چنانچہ (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا) اپنے شوہر کے ساتھ ایک جنگ میں نکلیں جب کہ مسلمان (حضرت) امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ سمندر پر سوار ہوئے۔ جب وہ غزوہ سے واپس آئے اور شام میں قیام پذیر ہوئے تو ایک سواری (حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنہا) کے قریب کی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں۔ اس (سواری) نے ان (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا) کو زمین پر گرا دیا اور فوت ہو گئیں۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی واقعہ کو کتاب الجہاد کے باب رکوب البحر (سمندر میں سواری کرنا) میں نقل کیا ہے۔ الفاظ حدیث شریف دوسری سند کے ساتھ درج ذیل ہیں:۔

---

[3] بخاری جلد ۱ ص ۳۹۲' مسلم جلد ۲ ص ۱۴۲' السنن الکبری للبیہقی جلد ۹ ص ۱۶۶' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۵۱' فتح الباری جلد ۶ ص ۲۲' عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۷' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۵۸' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۹۔

حدثنا ابوالنعمان ثنا حماد بن زید عن یحیٰی عن محمد بن یحیٰی بن حبان انس بن مالك قال حدثتنی ام حرام ان النبی ﷺ قال یومًا فی بیتها فاستیقظ وهو یضحك قلت یارسول الله مایضحكك قال عجبت من قوم من امتی یر كبون البحر كالملوك علی الاسرة فقلت یارسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم قال انت منهم ثم نام فاستیقظ وهو یضحك فقال مثل ذلك مرتین او ثلاثا قلت یارسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم فیقول انت من الاولین فتزوج بها عبادة بن الصامت فخرج بها الی الغزو فلما رجعت قربت دابة لتر كبها فوقعت فاندقت عنقها ؀

(ترجمہ:۔) امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا' انہوں نے حماد بن زید سے' انہوں نے یحییٰ سے' انہوں محمد بن حبان سے' انہوں نے (حضرت) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے' وہ فرماتے ہیں مجھے (حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ رسول کریم (ﷺ) نے ایک دن میرے گھر میں قیلولہ فرمایا اور کچھ دیر کے بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے' تو اس نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کس لئے ہنس رہے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا! مجھے میری امت سے ایک قوم سے تعجب لاحق ہوا ہے جو بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے کی طرح سمندر میں سواری کرے گی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ بعد ازیں آپ (ﷺ) پھر سو گئے اور (کچھ دیر کے بعد) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی طرح فرمایا۔ یہ واقعہ دو تین دفعہ ہوا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ (ﷺ) اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دعا فرمائیں کہ مجھے ان میں سے بھی کردے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا تو پہلے لوگوں کے ساتھ ہے۔ (حضرت) ام حرام (رضی اللہ عنھما) سے (حضرت) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ)

؀ نسائی جلد ۲ ص ۶۳' بخاری جلد ۱ ص ۴۰۵' فتح الباری جلد ۳ ص ۱۰۹' عمدۃ القاری جلد ۷ ج ۱۴ ص ۱۴۸' حلیۃ الاولیا جلد ۲ ص ۶۱' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۳۵' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۰۶۔

نے نکاح فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر غزوہ کے لئے گئے۔ جب واپس لوٹے اور سواری ان (یعنی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا) کے قریب کی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں تو وہ گر پڑیں اور ان کی گردن ٹوٹ گئی۔"

امام بخاری علیہ الرحمہ نے باب غزوۃ المراۃ فی البحر میں درج ذیل الفاظ میں بھی حدیث شریف لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

حدثنا عبدالله بن محمد ثنا معاویة بن عمرو ثنا ابو اسحاق عن عبدالله بن عبدالرحمان الانصاری قال سمعت انسا یقول دخل رسول الله ﷺ علی بنت ملحان فاتكا عندها ثم ضحك' فقالت لم تضحك یارسول الله فقال ناسٌ من امتی یر كبون البحر الاخضر فی سبیل الله مثلهم مثل الملوك علی الاسرة فقالت یارسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم قال اللهم اجعلها منهم ثم عاد فضحك فقالت له مثل اومم ذلك فقال لها مثل ذلك فقالت ادع الله ان یجعلنی منهم قال انت من الاولین ولست من الاخرین قال: قال انس فتزوجت عبادة ابن الصامت فر كبت البحر مع بنت قرظة فلما قفلت ركبت دابتها فوقصت بها فسقطت عنها فماتت ؅

(ترجمہ:۔) "حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے' انہوں نے معاویہ بن عمرو سے بیان کی' انہوں نے ابو اسحاق سے بیان کی' انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمان سے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ رسول کریم ﷺ' (حضرت) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپ ﷺ مسکراتے ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ (ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں سبز سمندر پر سوار ہیں' جیسے

؅ بخاری جلد ۱ ص ۴۰۳' عمدۃ القاری جلد ۷ ج ۱۴ ص ۱۶۳' فتح الباری جلد ۳ ص ۹۵' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۹۶' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۳۰۔

بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ انہوں نے (یعنی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے) عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دعا کیجئے وہ مجھے ان میں کردے تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔ اللھم اجعلھا منھم

"اے میرے اللہ (جل جلالہ) اس کو بھی ان لوگوں میں کر۔"

آپ ﷺ پھر اپنا سر انور رکھ کر سو گئے۔ پھر ہنستے مسکراتے ہوئے جاگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے اللہ (جل شانہ) کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے۔ جیسے پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمایئے اللہ (جل مجدہ الکریم) مجھے بھی ان لوگوں میں سے کرے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

انت من الاولین ولست من الاخرین

"تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی یعنی پہلے لشکر میں اور دوسرے میں نہیں۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایسا ہوا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور وہ ان کو (روم کے) جہاد میں لے گئے۔ جب جہاد سے لوٹ کر آرہی تھیں اور اپنے جانور پر سوار ہونے لگیں تو انہیں جانور نے گرا دیا۔ ان کی گردن ٹوٹ گئی اور انتقال کر گئیں اور (شہید قرار پائیں۔)

مذکورہ بالا تمام روایات میں رسول کریم ﷺ نے سمندری جنگوں اور جہاد کا ذکر فرمایا ہے۔ تمام روایات میں آئندہ کی خبر ہے یعنی خبر غیب غدا ہے۔

خصوصی نوٹ:۔

مذکورہ بالا تمام احادیث کی اصل راویہ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں جب کہ دوسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے بھانجے لگتے ہیں۔ بیان شدہ روایات کے دیگر راویان درج ذیل ہیں:۔

(1) حضرت عمیر بن الاسود عنسی

(2) حضرت خالد بن معدان

(3) حضرت ثور بن یزید

(4) حضرت حمزہ

(5) حضرت یحیٰی

(6) حضرت اسحاق بن یزید دمشقی

(7) حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ

(8) حضرت مالک

(9) حضرت عبداللہ بن یوسف

(10) حضرت محمد بن یحیٰی بن حبان

(11) حضرت لیث

(12) حضرت حماد بن زید

(13) حضرت ابو نعمان

(14) حضرت عبداللہ بن عبدالرحمان انصاری

(15) حضرت ابو اسحاق

(16) حضرت معاویہ ابن عمرو

(17) حضرت عبداللہ بن محمد

مذکورہ بالا تمام روایات میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو یہ اطلاع غیبی دی گئی ہے کہ تم پہلے سمندری جہاد میں جاؤ گی، دوسرے جہاد میں نہیں جاؤ گی۔ جبکہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ہر بار یہی عرض کرتی رہیں کہ دوسرے جہاد کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ مگر آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا

انت من الاولین

"تو پہلے لشکر میں ہو گی۔"

جبکہ آخری نقل شدہ روایت میں یہ بھی واضح فرما دیا:۔

انت من الاولین ولست من الاخرین

"یعنی تم پہلے لشکر میں ہو گی اور تم دوسرے لشکر میں نہیں ہو گی۔"

کیا خوبصورت عقیدہ ہے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا، آپ ﷺ نے جیسے فرمایا

ویسے ہی مان لیا اور پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ کو آئندہ کا' آنے والی باتوں کا اور غیب کا علم ہے۔ رسول کریم ﷺ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا صحابیات رضی اللہ عنھن کے سامنے جب بھی غیب کی خبریں بتاتے' آنے والے حالات و واقعات بیان کرتے تو وہ نفوس قدسیہ کبھی بھی نہ کہتے کہ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہو گا؟ یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہو گا؟ وہ یہ سمجھتے' جانتے اور مانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں۔ ان کا یہ بھی ایمان تھا کہ رسول کریم ﷺ کو آخری دوزخی اور آخری جنتی کا بھی علم ہے؟ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مختلف اسناد کے ساتھ سمندری جہاد والی احادیث کو بیان کیا ہے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے علاوہ دیگر راویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو آئندہ ہونے والے واقعات کا علم عطا فرمایا ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے میں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو قیامت تک اور قیامت کے بعد تک بھی علم عطا فرمایا ہے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی کسی نص کی مخالفت نہیں ہوتی۔ یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کے ساتھ مخلوق کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترین فرد محبوب اعظم ﷺ اور کسی کے بھی علم کا کوئی تقابل نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو عطا فرمانے والا' دینے والا ہے۔ دینے والا اور لینے والا برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر کوئی نادان کلمہ گو یہ سمجھتا ہے کہ رسول پاک ﷺ سے علم غیب کی نسبت سے شرک ہوتا ہے تو اسے کسی اللہ والے سے اپنی اصلاح کروانی چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنھن کو تو شرک نظر نہیں آتا تھا بلکہ جب رسول کریم ﷺ آئندہ کی' غیب کی' غدا کی خبر سناتے' اور بتاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعرے لگاتے تھے' شرک و کفر کے فتوے نہیں لگاتے تھے۔

آئیے اب ان روایات کے بارے میں غور کریں کہ رسول کریم ﷺ سے سمندری جہاد کے سلسلہ میں جتنی احادیث و روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے صرف ایک حدیث شریف ہے جس کے دو جملے قابل توجہ ہیں۔

(۱) قد اوجبوا

(۲) مغفور لهم

مغفور لهم سے کچھ لوگوں نے یزید کو جنتی ثابت کیا ہے۔ کمال یہ ہے کہ یہ تمام لوگ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کی نفی کرتے ہیں لیکن یزید کے معاملہ میں بھول جاتے ہیں کہ یزید کو اپنے زعم باطل میں جنتی [illegible] کرنے کے لئے وہ جس حدیث شریف کا سہارا لیتے ہیں وہ حدیث [illegible] بڑی خوبصورت حدیث شریف ہے اور صحیح بخاری کی پہلی جلد کے صفحہ 409 اور 410 میں باب ما قیل فی قتال الروم (یعنی رومی نصاریٰ سے جہاد کے بیان) میں لکھی ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ پھر ملاحظہ کریں

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا!

(۱) اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

(۲) اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم

ان دونوں کا ترجمہ غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب کی کتاب تیسیر الباری شرح بخاری کی جلد 4 ص 125 سے نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں (سوار ہو کر) جنگ کرے گا تحقیق ان کے لئے واجب ہو گئی (یعنی بہشت)

(۲) میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) میں جہاد کرے گا (مغفور لهم) وہ مغفور ہو گا (یعنی ان کی بخشش ہو گی)

محولا بالا تمام روایات میں سے صرف اسی روایت میں "مدینہ قیصر" کے الفاظ آتے ہیں۔ جو بخاری شریف جلد ا ص ۴۱۰'۴۰۹ پر ہے جس کو اوپر نقل کیا جا چکا ہے۔

سب سے اول اس حدیث شریف کی وضاحت میں صحیح بخاری شریف کے حاشیہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

قوله قد اوجبوا ای فعلوا فعلا وجبت لهم به الجنة "فتح" قوله مدینة قیصر ای ملك الروم قال القسطلانی کان اول من غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة و معه جماعة من سادات الصحابة کابن عمر و

ابن عباس و ابن الزبیر و ابی ایوب الانصاری و توفی بہا ابوایوب سنۃ اثنین وخمسین من الھجرۃ انتہی کذا قالہ فی خیر البخاری و فی الفتح قال المہلب فی ہذا الحدیث منقبۃ المعاویۃ رضی اللہ عنہ لانہ اول من غزا البحر و منقبۃ لولدہ لانہ اول من غزا مدینۃ قیصر و تعقبہ ابن التین وابن المنیر بما حاصلہ انہ لایلزم من دخولہ فی ذلک العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذلا یختلف اہل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اہل المغفرۃ حتی لوارتد احد ممن غزاہا بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم انتہی۔

ترجمہ:۔ قولہ قد اوجبوا یعنی ان کے لئے جنت واجب ہے مدینہ قیصر یعنی ملک روم قسطلانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر یزید بن معاویہ نے جہاد کیا اور اس کے ساتھ سردار صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) کی جماعت تھی جیسا کہ ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہم) اور ابو ایوب انصاری ۵۲ ہجری میں وہیں شہید ہو گئے۔ "خیر البخاری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا ہے اس حدیث میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے اس لئے کہ آپ ہی نے پہلا بحری جہاد کیا ہے نیز ان کے بیٹے یزید کی بھی فضیلت ہے کہ اس نے مدینہ قیصر میں جنگ کی"

"لیکن ابن التین اور ابن المنیر نے مہلب کا تعاقب کیا ہے کہ یہ تو عمومی بات کی گئی ہے کہ جو اس جہاد میں شریک ہو گا اس کی بخشش ہو گی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم حضرات کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مغفور لھم کا ارشاد "مشروط" ہے حتی کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس عمومی (بشارت) میں ہرگز داخل نہ ہو گا۔ پس یہ دلیل ہے اس پر کہ مغفور لھم کی بشارت ان کے لئے ہے جن میں شرط بشارت پائی جائے۔"

حدیث قسطنطنیہ کی عبارت کی شرح میں عمدۃ القاری کی عبارت:۔

قولہ "قد اوجبوا" قال بعضھم ای وجبت لھم الجنۃ قلت ھذا

الکلام لا یقتضی ھذا المعنی وانما معناہ اوجبوا استحقاق الجنۃ وقال الکرمانی قولہ اوجبوا ای محبۃ لانفسھم قولہ: قولہ "اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر" اراد بہا القسطنطینیۃ کماذ کرناہ وذکر ان یزید بن معاویۃ غزا بلاد الروم حتی بلغ قسطنطینیۃ ومعہ جماعۃ من سادات الصحابۃ منھم ابن عمر و ابن عباس وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری وکانت وفاۃ ابی ایوب الانصاری ھناک قریبا من سور القسطنطینیۃ وقبرہ ھناک تستسقی بہ الروم اذاقحطوا وقال صاحب المرآۃ والاصح ان یزید بن معاویۃ غزا القسطنطینیۃ فی سنۃ اثنتین وخمسین وقیل سیر معاویۃ جیشا کثیفا مع سفیان بن عوف الی القسطنطینیۃ فاوغلوا فی بلاد الروم وکان فی ذلک الجیش ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر و ابو ایوب الانصاری وتوفی ابوایوب فی مدۃ الحصار قلت الاظھر ان ھولاء السادات من الصحابۃ کانوا مع سفیان ھذا ولم یکونوا مع یزید بن معاویۃ لانہ لم یکن اھلا ان یکون ھولاء السادات فی خدمتہ وقال المھلب فی ھذا الحدیث منقبۃ لمعاویۃ لانہ اول من غزا البحر ومنقبۃ لولدہ یزید لانہ اول من غزا مدینۃ قیصر انتہی قلت ای منقبۃ کانت لیزید وحالہ مشہور (فان قلت) قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حق ھذا الجیش مغفور لھم قلت قیل لایلزم من دخولہ فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذلا یختلف اھل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم[٦]

ترجمہ: "(قد اوجبوا) سے مراد ہے جیسا کہ بعض نے کہا ان کے لئے جنت واجب ہے۔ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں یہ کلام یہ معنی بیان نہیں کرتا

٦۔ عمدۃ القاری جلد ۷ ج ۱۴ ص ۱۹۹۔۱۹۸۔

ابن عباس و ابن الزبیر و ابی ایوب الانصاری و توفی بہا ابو ایوب سنة اثنین وخمسین من الهجرة انتہی کذا قاله فی خیر البخاری و فی الفتح قال المہلب فی ہذا الحدیث منقبة لمعاویة رضی اللہ عنہ لانه اول من غزا البحر و منقبة لولده لانه اول من غزا مدینة قیصر و تعقبه ابن التین و ابن المنیر بما حاصله انه لایلزم من دخوله فی ذلك العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذلا یختلف اہل العلم ان قوله صلی الله علیه وسلم مغفور لہم مشروط بان یکونوا من اہل المغفرة حتی لوارتد واحد ممن غزاہا بعد ذلك لم یدخل فی ذلك العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فیه منہم انتہی۔

ترجمہ:۔ قولہ قد اوجبوا یعنی ان کے لئے جنت واجب ہے مدینہ قیصر یعنی ملک روم قسطلانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر یزید بن معاویہ نے جہاد کیا اور اس کے ساتھ سردار صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) کی جماعت تھی جیسا کہ ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہم) اور ابو ایوب انصاری ۵۲ ہجری میں وہیں شہید ہو گئے۔ "خیر البخاری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا ہے اس حدیث میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے اس لئے کہ آپ ہی نے پہلا بحری جہاد کیا ہے نیز ان کے بیٹے یزید کی بھی فضیلت ہے کہ اس نے مدینہ قیصر میں جنگ کی"

"لیکن ابن التین اور ابن المنیر نے مہلب کا تعاقب کیا ہے کہ یہ تو عمومی بات کی گئی ہے کہ جو اس جہاد میں شریک ہو گا اس کی بخشش ہو گی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم حضرات کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مغفور لہم کا ارشاد "مشروط" ہے حتی کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس عمومی (بشارت) میں ہرگز داخل نہ ہو گا۔ پس یہ دلیل ہے اس پر کہ مغفور لہم کی بشارت ان کے لئے ہے جن میں شرط بشارت پائی جائے۔"

حدیث قسطنطنیہ کی عبارت کی شرح میں عمدۃ القاری کی عبارت:۔

قوله "قد اوجبوا" قال بعضهم ای وجبت لهم الجنة قلت هذا

الکلام لا یقتضی هذا المعنی وانما معناه اوجبوا استحقاق الجنة وقال الکرمانی قوله اوجبوا ای محبة لانفسهم قوله: قوله "اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر" اراد بہا القسطنطینیة کماذکرناه وذکران یزید بن معاویة غزا بلاد الروم حتی بلغ قسطنطینیة ومعه جماعة من سادات الصحابة منہم ابن عمر و ابن عباس وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری وکانت وفاة ابی ایوب الانصاری هناك قریبا من سور القسطنطینیة وقبره هناك تستسقی به الروم اذاقحطوا وقال صاحب المرآة والاصح ان یزید بن معاویة غزا القسطنطینیة فی سنة اثنتین وخمسین وقیل سیر معاویة جیشا کثیفا مع سفیان بن عوف الی القسطنطینیة فاوغلوا فی بلاد الروم وکان فی ذلك الجیش ابن عباس و ابن عمر وابن الزبیر و ابو ایوب الانصاری وتوفی ابو ایوب فی مدة الحصار قلت الاظهر ان هولاء السادات من الصحابة کانوا مع سفیان هذا ولم یکونوا مع یزید بن معاویة لانه لم یکن اهلا ان یکون هولاء السادات فی خدمته وقال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة لانه اول من غزا البحر ومنقبة لولده یزید لانه اول من غزا مدینة قیصر انتہی قلت ای منقبة کانت لیزید وحاله مشہور (فان قلت) قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حق هذا الجیش مغفور لہم قلت قیل لایلزم من دخوله فی ذلك العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذلا یختلف اهل العلم ان قوله صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لوارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم یدخل فی ذلك العموم فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فیه منہم[۱]

ترجمہ: "(قد اوجبوا) سے مراد ہے جیسا کہ بعض نے کہا ان کے لئے جنت واجب ہے۔ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں یہ کلام یہ معنی بیان نہیں کرتا

[۱] عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۱۹۹۔۱۹۸۔

بلکہ اوجبوا کے معنی ہیں کہ جنت ان کا استحقاق ہے۔

یہ ارشاد کہ پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا اس سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا' یزید' جو کہ رومی شہروں میں معروف جنگ رہا۔ حتی کہ وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں ابن عمرؓ ابن عباسؓ' ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اس جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے قریب ان کی قبر (انور) ہے اور جب وہاں قحط پڑتا ہے تو لوگ ان کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سفیان ابن عوف رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں قسطنطنیہ کی طرف لشکر کو روانہ کیا جو بلاد روم میں داخل ہوا۔ اس لشکر میں حضرات' ابن عباسؓ' ابن عمرؓ ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور محاصرہ کے دوران ہی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ہم کہتے ہیں یہ سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے زیر کمان تھے نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں' کیونکہ وہ اس اہل نہیں تھا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے ماتحت ہوں۔ اور اس حدیث میں "المہلب" کا یہ قول کہ اس میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے کہ انہوں نے پہلی بحری جنگ لڑی اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اس نے مدینہ قیصر پر جہاد کیا۔

علامہ بدر الدین عینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں یزید کی کون سی منقبت ہے جب کہ اس کا حال مشہور ہے۔ اگر تو کہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس لشکر کے بارے میں مغفور لھم فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیل خاص سے بھی خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم کا اس سے کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "مشروط" ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔ حتی کہ کوئی جہاد والوں میں سے اس کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ اس عموم میں داخل نہیں ہو گا۔ پس یہ دلیل ہے اس پر کہ مغفور وہ ہے جس میں ان سے شرط مغفرت پائی جائے۔"

فتح الباری کی عبارت:

قوله: (يغزون مدينة قيصر) يعني القسطنطينية ' قال المهلب: في هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول من غزا البحر ' ومنقبة لولده يزيد لانه اول من غزا مدينة قيصر - وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله: انه لا يلزم من دخوله في ذلك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا يختلف اهل العلم ان قوله صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم - ے

ترجمہ :- (مدینہ قیصر پر غزوہ) یعنی قسطنطنیہ پر چڑھائی مہلب نے کہا اس حدیث میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے کیونکہ انہوں نے پہلا سمندری جہاد کیا اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اس نے پہلی بار مدینہ قیصر پر چڑھائی کی اور مہلب کا ابن التین اور ابن منیر نے تعاقب کیا ہے کہ اس سے لازم نہیں آتا کہ کسی کو دلیل خاص سے بھی اس عموم سے خارج نہ کیا جا سکے جبکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "مغفور لھم" مشروط ہے (اہل مغفرت سے) حتی کہ اگر کوئی اس غزوہ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ متفقہ طور پر اس عموم سے خارج ہے پس یہ دلیل ہے جس میں شرط مغفرت پائی جائے۔

فتح الباری میں یہ بھی ہے۔ وفي تلك الغزاة مات ابو ايوب الانصاري فاوصى ان يدفن عند باب القسطنطنية وان يعفى قبره ففعل به ذ فيقال ان الروم صاروا بعد ذالك يستسقون به" ۸

(ترجمہ:) "کہ اسی غزوہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے (شہید ہوئے) اور فوت ہونے سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھے باب قسطنطنیہ میں دفن کر دینا چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق انھیں وہیں دفن کیا گیا۔ رومی لوگ آپ کے وسیلہ سے بارش

ے۔ (فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲۸۔۱۲۷) ۸۔ (فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲۸)

کی دعا کیا کرتے تھے۔"

ارشاد الساری شرح بخاری کی عبارت:-

وکان اول من غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة و معه جماعة من سادات الصحابة کابن عمر و ابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری وتوفی بھا سنة اثنتین وخمسین من الھجرة و استدل المھلب بھا علی ثبوت خلافة یزید وانه من اھل الجنة لدخوله فی عموم قوله (مغفور لھم) واجیب بان ھذا جار علی طریق الحمیة لبنی امیة ولا یلزم من دخوله فی ذالك العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذلا خلاف ان قوله علیه الصلاة والسلام مغفور لھم مشروط بکونه من اھل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذالك لم یدخل فی ذالك العموم اتفاقا [9]۔

(ترجمہ:-) "اور جو شہر قیصر قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ آور ہوا وہ یزید تھا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی۔ مثل ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ۵۲ھ کو وہیں انتقال فرمایا۔ اس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مغفور لھم) کے ارشاد کے عموم میں داخل ہے۔ اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ مہلب نے یہ بات بنو امیہ کی حمایت کی وجہ سے کی ہے۔ اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اس پر اتفاق کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "مغفور لھم" مشروط ہے۔ اس شرط کے تحت وہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں گے حتی کہ اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت سے خارج ہے۔"

[9] ارشاد الساری جلد ۵ ص ۱۰۵۔

حاشیہ بخاری اور فتح الباری کی عبارات میں ڈاکٹر اسرار احمد کی

کانٹ چھانٹ:

حاشیہ بخاری جلد ۱، ص ۴۱۰۔ ہے قوله قد اوجبوا فعلوا فعلا وجبت لھم به الجنة

یعنی 'قد اوجبوا' سے مراد ہے کہ ان کے لئے جنت واجب ہے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر یزید (جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے) نے جہاد کیا اور اس کے ساتھ سردار صحابہ کی جماعت تھی جیسا کہ حضرات ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ۵۲ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ فتح الباری میں ہے کہ "المہلب" نے کہا ہے فی ھذا الحدیث منقبة المعاویة لانه اول من غزا البحر و منقبة لولده لانه اول من غزا مدینة قیصر [10]

یعنی "اس حدیث (پاک) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اس لئے کہ انہی نے پہلا بحری جہاد کیا۔ نیز ان کے بیٹے یزید کی بھی فضیلت ہے کیونکہ اس نے پہلی مرتبہ مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر جہاد کیا۔"

ڈاکٹر اسرار احمد مدیر مسئول ماہنامہ "میثاق" نے ماہنامہ "میثاق" جلد نمبر ۳۵ شمارہ نمبر ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء بمطابق صفر المظفر سن ۱۴۰۷ھ میں "مجاہدین قسطنطنیہ" کے عنوان کے تحت اپنے موکل یزید کی وکالت کرتے ہوئے مختلف کتابوں سے حوالہ جات پیش کئے ہیں اور حوالہ نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۳ پر "المہلب" کا قول "فتح الباری" اور "حاشیہ بخاری" سے نقل کیا ہے لیکن لوگوں کے سامنے اپنے گروہ کے طریقہ کے مطابق پوری عبارت حوالہ کے طور پر نہیں پیش کی بلکہ جہاں تک ان کے موکل یزید کی تعریف کا ذکر ہے۔ وہاں تک حوالہ نقل کیا ہے۔ حالانکہ انہیں محولہ بالا کتابوں میں یزید کے بارے مزید بحث بھی ہے جو ڈاکٹر صاحب نے انتہائی ناانصافی سے چھپالی ہے اس سے آگے انہی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ

[10] فتح الباری جلد ۶ ص ۷۸، حاشیہ بخاری جلد ۱ ص ۴۱۰۔

"لیکن ابن التین اور ابن المنیر نے مہلب کا تعاقب کیا ہے کہ یہ تو عمومی بات کی گئی ہے کہ جو اس جہاد میں شریک ہوگا اس کی بخشش ہوگی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم حضرات کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مغفور لھم کا ارشاد "مشروط" ہے حتیٰ کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس عمومی (بشارت) میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اس پر کہ مغفور لھم کی بشارت ان کے لئے ہے جن میں شرط بشارت پائی جائے۔"

عمدۃ القاری کی عبارت اور ڈاکٹر اسرار احمد:

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمدۃ القاری شرح بخاری' جز ۱۴ صفحہ ۱۹۹ میں اسی حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔

"پہلا لشکر جو سمندری جہاد پر گیا وہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی قیادت میں روانہ ہوا۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ جہاد ۲۷ھ کو ہوا اور "یہ قبرص کا جہاد ہے" جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ واقدی نے کہا ہے یہ جہاد ۲۸ھ کو ہوا اور ابو معشر نے کہا یہ جہاد ۳۳ھ کو ہوا۔ اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ تھیں۔

(قد اوجبوا) سے مراد ہے جیسا کہ بعض نے کہا ان کے لئے جنت واجب ہے۔

پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا اس سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا' یزید جو کہ رومی شہروں میں مصروف جنگ رہا۔ حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں ابن عمر' ابن عباس' ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اس جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے قریب ان کی قبر (انور) ہے اور جب وہاں قحط پڑتا ہے تو لوگ ان کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سفیان ابن عوف رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں قسطنطنیہ کی طرف لشکر کو روانہ کیا جو بلاد روم میں داخل ہوا۔ اس لشکر میں حضرات' ابن عباس' ابن عمر' ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور

محاصرہ کے دوران ہی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ہم کہتے ہیں یہ سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے زیر کمان تھے نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں' کیونکہ وہ اس اہل نہیں تھا کہ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے ماتحت ہوں۔ اور اس حدیث میں "المہلب" کا یہ قول کہ اس میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے کہ انہوں نے پہلی بحری جنگ لڑی اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ۔ اس نے مدینہ قیصر پر جہاد کیا۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس میں یزید کی کون سی منقبت ہے جب کہ اس کا حال مشہور ہے۔ اگر تو کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کے بارے میں "مغفور لھم" فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیل خاص سے بھی خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم کا اس سے کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد "مشروط" ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔ حتیٰ کہ کوئی جہاد والوں میں سے اس کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ اس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اس پر کہ مغفور وہ ہے جس میں ان سے شرط مغفرت پائی جائے۔"

ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ بالا ماہنامہ "میثاق" صفحہ ۲۲ پر حوالہ نمبر ۳ میں عمدۃ القاری شرح بخاری کا حوالہ دیا ہے مگر انتہائی چالاکی سے یزید کی وکالت کرتے ہوئے ساری وہ عبارت جس میں مہلب اور یزید کا تعاقب ہے اور یہ عبارت کہ:

"اور جب وہاں قحط پڑتا ہے تو لوگ ان کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔"

سے اخیر عبارت تک ساری تحریر ہضم کر لی ہے۔

ایک تو اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب وصال شدہ بزرگوں کا دعا میں وسیلہ لینے کے منکر ہیں۔ دوسرے اگلی عبارت جو ہم نے پوری کی پوری تحریر کی ہے اس سے ڈاکٹر صاحب کے فاسق وفاجر موکل کا مقدمہ کمزور ہو جاتا ہے۔

تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ ابن خلدون

فی هذه السنة، وقیل: سنة خمسین، سیر معاویة جیشا کثیفا الی

بلاد الروم للغزاة وجعل علیهم سفیان بن عوف وامر ابنة یزید بالغزاة معهم' فتثاقل واعتل' فامسك عنه ابوه' فاصاب الناس' فی غزاتهم جوع ومرض شدید' فانشا یزید یقول:

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالفرقدونة من حمی ومن موم
اذا اتكات علی الانماط مرتفقا
بدیر مران عندی ام كلثوم

ام كلثوم امراته وهی ابنة عبدالله بن عامر فبلغ معاویة شعره فاقسم علیه لیلحقن' بسفیان فی ارض الروم لیصیبه ما اصاب الناس' فسار ومعه جمع كثیر اضافهم الیه ابوه' وكان فی هذا الجیش ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری وغیرهم[1]

(ترجمہ) تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے۔ "۵۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے کو اس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا تو یزید پہلے بہانے بنا کر بیٹھا رہا' اس کے حیلے بہانوں میں آکر حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اس کو رخصت دے دی (شان خداوندی) وہ لشکر راستے میں ابتلا کا شکار ہو گیا اور قحط اور بیماری نے لپیٹ میں لے لیا۔ یزید کو پتہ چلا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

(ترجمہ) "مجھے ہرگز اس کی پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر مقام فرقدونہ پر بخار اور سختی کی بلائیں نازل ہو گئی ہیں۔ جب کہ میں دیر میران میں اونچے تخت پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں اور ام کلثوم میرے پاس بیٹھی ہے۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ شعر سنے تو قسم کھالی کہ اب میں یزید کو حضرت سفیان بن عوف (رضی اللہ عنہ) کے پاس ضرور بھیجوں گا۔ تاکہ اس کو بھی ان مصیبتوں کا حصہ ملے جو لوگوں پر نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ یزید کو ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عباس' ابن عمر' ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری بھی تھے' روانہ کیا۔"

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۵۹ تا ۵۸ مصر

اسی طرح یہ واقعہ تاریخ ابن خلدون عربی جلد ۳ صفحہ ۱۰ پر بھی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے مذکورہ بالا رسالہ کے صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھا ہے۔ "اگرچہ بعض دوسری تاریخی روایات میں ارض روم پر حملہ آور ہونے والے پہلے اسلامی لشکر کے سپہ سالار کی حیثیت سے حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام بھی آیا ہے۔ جیسے کامل ابن اثیر کی روایت کے مطابق۔ لیکن اول تو ایسی محتذکرہ روایات بالا کثیر اور معتمد علیہ روایات کے مقابلے میں زیادہ وقعت کی حامل نہیں ہیں۔"

دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نے "تاریخ ابن خلدون" کا حوالہ دے کر اس کی روایت کو معتمد روایات میں شامل کیا ہے۔ جس میں "کامل ابن اثیر" ہی کی مثل تحریر موجود ہے مگر کامل ابن اثیر کی روایت کو غیر معتمد لکھ دیا ہے اور پھر "تاریخ ابن خلدون" کی عبارت نقل کر کے اس میں بھی ایک سطر کاٹ کر خیانت کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب بے چارے مجبور ہیں جس گروہ سے ان کا تعلق ہے اس گروہ کا کام ہی احادیث اور روایات میں کتر بیونت کرنا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے عمدۃ القاری شرح بخاری کو معتمد روایات میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ عمدۃ القاری میں یزید کی قیادت کا بھی ذکر ہے۔ حالانکہ اسی کتاب کی اسی عبارت کے آگے حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر کے ساتھ روانگی کا ذکر ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب تو عمدۃ القاری کی یہ عبارت ہی ہضم کر گئے۔ ان کو کیسے نظر آتی کیونکہ یہ ان کے موکل کے خلاف تھی ان کا موقف کمزور پڑ جاتا ہے ان کا مقصد تو اپنے موکل کو صحیح اور "مغفور" ثابت کرنا ہے چنانچہ ماہنامہ "میثاق" کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے۔

"یہ ایک حقیقت ہے کہ سب سے اول قسطنطنیہ پر جہاد کرنے والا لشکر مغفور ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس لشکر کا امیر و قائد یزید تھا۔"

ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے

اس سے "المهلب" نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مغفور لهم) کے ارشاد کے عموم میں داخل ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے "بان هذا جار علی طریق الحمیة لبنی امیه" کہ یہ بات "مہلب نے بنو امیہ کی حمایت

کی وجہ سے کی ہے۔"

یزید کے وکلاء نے مختلف کتابوں سے ایسی عبارتیں پیش کی ہیں۔ جن سے یزید کا قصیدہ بیان کرنا مقصود ہے۔ لیکن قارئین کرام کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ان یزیدی وکلاء نے مختلف کتابوں سے "حاشیہ فقرے" کاٹ کر پیش کئے ہیں۔ پچھلے صفحات میں ان کتابوں کی پوری پوری عبارات پیش کی گئی ہیں تاکہ یزید کے وکلاء کی خیانتوں کے بارے میں سیدھے سادھے مسلمان آگاہ ہوں۔

ڈاکٹر اسرار احمد کے رسالہ "میثاق" سے حوالہ جات جو یزید کی حمایت میں لکھے گئے ہیں۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"قال المهلب فی هذاالحدیث منقبة لمعاویة لانه اول من غزاالبحر ومنقبة لولده لانه اول من غزا مدینة قیصر - ١٢

(ترجمہ:۔) "مہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اس لیے کہ انہی نے پہلا بحری جہاد کیا۔ نیز ان کے صاحبزادے یزید کی فضیلت بھی ہے کیونکہ اسی نے پہلی مرتبہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔

علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

کان اول من غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة ومعه جماعة من سادات الصحابة کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری وتوفی بها ابوایوب ١٣

(ترجمہ:۔) قسطنطنیہ پر سب سے پہلے جہاد یزید بن معاویہ نے کیا جس کے ساتھ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی شریک تھی، جس میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے"۔

مشہور شارحین بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

١٢ (فتح الباری ج ٦ ص ١٠٢، حاشیہ بخاری جلد ١ ص ٤١٠)۔ ١٣ (ارشاد الساری جلد ٥ ص ١٠٢ طبع دار الفکر)

ان یزید بن معاویة غزا بلادالروم حتی بلغ قسطنطنیة و معه جماعة من سادات الصحابة عنهم ابن عمر و ابن عباس و ابن الزبیر و ابی ایوب الانصاری و کانت وفاة ابی ایوب الانصاری هناك قریبا من سور القسطنطنیة وقبره هناك ١٤

"یزید رومی علاقوں میں مصروف جہاد رہا۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک جا پہنچا۔ اس کے ساتھ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی موجود تھی، جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اسی جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے پاس ان کی قبر بھی ہے"۔ (باقی عبارتیں ڈاکٹر اسرار احمد نے ہضم کر لی ہیں۔)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ

مذکورہ بالا ماہنامہ "میثاق" کے صفحہ ۷۲ پر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے حسب ذیل الفاظ جو شرح تراجم ابواب بخاری میں وارد ہوئے ہیں۔ قول فیصل کے طور پر درج کئے گئے ہیں اور اپنے موکل یزید کی صفائی پیش کرتے کرتے اپنا صفایا کر دیا ہے۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث میں "مغفور لهم" فرمانے سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اس کا سربراہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ شہادت دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے جو اس نے گناہ کئے تھے وہ بخش دیے گئے۔ کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کا کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کر دیتے ہیں، بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں۔ ہاں اگر اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہوتا کہ قیامت تک کے لئے اس کی بخشش کر دی گئی تو بے شک یہ حدیث اس کی نجات پر دلالت کرتی اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد ہے۔" ١٥

١٤ عمدۃ القاری جلد ٧ جز ١٤ ص ١٩٩۔ ١٥ (بحوالہ یزید کی شخصیت تالیف مولوی عبدالرشید نعمانی صفحہ ٢٢ تا ٢٣)

پروفیسر ابوبکر غزنوی اور یزید کے وکلاء

پروفیسر ابوبکر غزنوی کے مقالات کو "قربت کی راہیں" کا عنوان دے کر مکتبہ غزنویہ ۴۔ شیش محل روڈ لاہور والوں نے چھاپا ہے۔ پروفیسر صاحب اور ناشر ہر دو کا تعلق اہل حدیث (یعنی غیر مقلدین) سے ہے۔

پروفیسر صاحب نے یزید کے "خارجی" وکیلوں کی افسوسناک حالت بیان کی ہے۔

"آہ یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہ رسالت' اس جگر گوشہ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا' وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان و اسلام کی معرفت حاصل ہوئی تو کیا ان کی عیب چینیاں کرتے ہو؟ پھر اس عیب چینی اور خوردہ گری کے لیے تمہیں رسول ﷺ کے منبر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب و لہجہ کو تو دیکھو' یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن' یزید اور ابن زیاد نے اہل بیت اطہار کے خلاف مقدمہ میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔ (قربت کی راہیں ص ۹۱)

پروفیسر صاحب نے بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں یزید اور محبان یزید' شمر بن ذی الجوشن اور ابن زیاد کا تعاقب کیا ہے۔ عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

وحید الزماں اور محبان یزید

ایک اور غیر مقلد مصنف وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۴ ص ۱۲۵ میں خوارج' یعنی محبان یزید کے لیے کردار یزید پیش کیا ہے جس کو من و عن پیش کیا جاتا ہے۔

"پہلا جہاد معاویہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح کرنے کو۔ اسی میں ام حرام شریک تھیں۔ سن ۵۸ھ میں دوسرا جہاد جو قسطنطنیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اس کا سردار تھا۔ اس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے۔ جیسے ابن عمر' ابن عباس' ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ مطلب نکالا ہے۔ جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ! اس حدیث سے

یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ یزید جب قسطنطنیہ پر چڑھ گیا تھا۔ اس وقت تک معاویہ زندہ تھے' انہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ کس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (یعنی معیت میں) ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے گو پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ مگر خلیفہ بننے کے بعد اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبوی ﷺ اور قبر شریف کی توہین کی' مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی' وہاں منجنیق لگائی' عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا' حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ ان گندگیوں کے باوجود بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟

قسطلانی نے کہا یزید امام حسین علیہ السلام کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لیے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر اختی۔" (من و عن)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور یزید کا حشر

شیخ المحدثین برکت مصطفیٰ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "تکمیل الایمان" میں "یزید کا حشر" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "بعض علما اہلسنت تو یزید کے معاملہ میں بھی توقف سے کام لیتے ہیں۔ مگر بعض غلو و افراط کی وجہ سے اس کی شان و منزلت بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر امیر مقرر ہوا تھا' امام حسین علیہ السلام پر ضروری تھا کہ ان کی اطاعت کرتے۔ نعوذ باللہ من ھذا القول وھذا الاعتقاد (یعنی اللہ کی پناہ اس قول اور اس اعتقاد سے)

"مدینہ شریف سے جانے والے لوگوں نے برملا کہا کہ وہ خدا دشمن ہے' شراب نوش ہے' تارک الصلوٰۃ ہے' زانی ہے' فاسق ہے' محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔" یزید کی اہل بیت سے عداوت اور اہل بیت کی اہانت وذلت کے واقعات تسلسل کے ساتھ اس سے سرزد ہوتے رہے۔ ان تمام واقعات سے انکار ازراہ تکلف ہے۔

ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین دراصل گناہ کبیرہ ہے' کیونکہ مومن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ میں آتا ہے۔ مگر لعنت تو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس آتا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے کلام سے بھی بے خبر ہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے بغض وعداوت اور تکلیف پہنچانا' ان کی توہین کرنا' باعث ایذا وعداوت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں یہ حضرات یزید کے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔ کیا اہانت وعداوت رسول اللہ ﷺ کفر ولعنت کا سبب نہیں ہے اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لیے کافی نہیں ہے آیت کریمہ ملاحظہ ہو۔

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ۝ (پ ۲۲ الاحزاب آیت ۵۷)

ترجمہ: "بے شک وہ جو اللہ (جل شانہ) اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ ان پر دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (اور اللہ جل جلالہ) نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔" علمائے سلف اور مشاہیر امت میں بعض نے جن میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ جیسے بزرگ شامل ہیں نے یزید پر لعنت کی ہے۔ ابن جوزی جو شریعت اور حفظ سنت میں بڑے متشدد تھے۔ اپنی کتاب میں لعنت بر یزید کو علمائے سلف سے نقل کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین انسان تھا۔ اس بدبخت نے جو کارہائے بد سر انجام دیے ہیں۔ امت رسول ﷺ میں سے کسی سے نہیں ہوئے۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ اور اہانت اہل بیت سے فارغ ہو کر اس بدبخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور اس مقدس شہر کی بے حرمتی کے بعد اہل مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اس کی تیغ ستم کی نذر ہوگئے۔ اور اس کی توبہ اور رجوع کا مزید حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور دوسرے اہل ایمان کے دلوں کو یزید کی محبت والفت (اس کے مددگاروں اور معاونین کی موانست اور ان تمام لوگوں کی دوستی' جو اہل بیت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بدخواہ رہے ہیں اور ان کے حقوق کو پامال کرتے ہیں اور ان سے محبت وصدق عقیدت سے محروم رہے ہیں) سے محفوظ ومامون رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور ہمارے احباب کو اہل بیت اور ان کے نیک خواہوں کے زمرے میں رکھے اور دنیا وآخرت میں اہل بیت کے مشرب ومسلک پر رکھے۔ بحرمۃ النبی والہ ولا محاد منہ وکرمہ وھو قریب مجیب

حافظ ابن کثیر کی نگاہ میں یزید

نمبرا وقد روی ان یزید کان قدا اشتھر بالمعارف و شرب الخمر والغناء والصید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والنطاح بین الکباش والدباب والقرود' وما من یوم الا یصبح فیہ مخمورا' وکان یشد القرد علی فرس مسرجۃ بحبال ویسوق بہ' ویلبس القرد قلانس الذھب' وکذلک الغلمان' وکان یسابق بین الخیل' وکان اذا مات القرد حزن علیہ وقیل: ان سبب موتہ انہ حمل قردۃ وجعل ینقزھا فعضتہ و ذکروا عنہ غیر ذلک واللہ اعلم بصحۃ ذلک۱۶ل

ترجمہ: "اور بے شک روایت کیا گیا ہے کہ وہ یزید مشہور تھا آلات لہو ولعب کے ساتھ اور شراب کے پینے اور گانا بجانا سننے اور شکار کھیلنے اور بے ریش لڑکوں کو رکھنے اور چھینے بجانے اور کتوں کے رکھنے اور سینگوں والے دنبوں اور ریچھوں اور بندروں کو آپس میں لڑانے میں۔ اور کوئی دن ایسا نہ تھا جب کہ وہ شراب سے مخمور نہ ہوتا اور بندروں کو زین شدہ گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑاتا تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں رکھتا تھا اور ایسے ہی لڑکوں کے سروں پر

بھی' اور گھوڑوں کی دوڑ کرواتا اور جب کوئی بندر مرجاتا ہے تو اس کو اس کے مرنے کا صدمہ ہوتا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کی موت کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک بندر کو اٹھایا ہوا تھا۔ اور اس کو اچھالتا تھا کہ اس نے اس کو کاٹ لیا۔ مورخین نے اس کے علاوہ اس کے قبائح بیان کئے ہیں۔

نمبر۲ وكان فيه ايضا اقبال على الشهوات وترك بعض الصلوت في بعض الاوقات' واماتتها في غالب الاوقات۔ وقد قال الامام احمد: حدثنا ابو عبدالرحمٰن ثنا حيوة حدثني بشير بن ابي عمرو الخولاني ان الوليد بن قيس حدثه انه سمع ابا سعيد الخدري يقول: سمعت رسول الله (ﷺ) يقول: يكون خلف من بعد ستين سنة اضاعوا الصلاة واتبعو الشهوات فسوف يلقون غياً: ١٧ل

ترجمہ: "اور نیز اس (یزید) میں شہوات نفسانیہ میں انہماک بھی تھا اور بعض اوقات بعض نمازوں کو بھی چھوڑ دیتا تھا۔ اور وقت گذار کر پڑھتا تو اکثر اوقات رہتا تھا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ سن ۶۰ھ کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفسانیہ کی پیروی کریں گے تو عنقریب وہ (جہنم کی وادی) غئی میں گریں گے۔"

حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ ص ۱۲ پر زیر نظر حدیث "میری امت کی ہلاکت قریشی نوجوانوں کے ہاتھوں سے لکھتے ہیں" وهي هذا اشارة الى ان اول الاغليمة كان في سنة ستين وهو كذالك فان يزيد بن معاوية استخلف فيها۔"

۱۶ل البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۳۵ ۔ ۱۷ل البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۳۰' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۰۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۸' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ ص ۴۶۵۔

(ترجمہ) "اس میں اشارہ ہے کہ پہلا نوجوان سن ساٹھ میں ہوگا اور ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ یزید بن معاویہ اس سن میں صاحب حکومت ہوا۔"

والذي يظهر ان المذكورين من جملتهم وان اولهم يزيد ١٨ل

"اور وہ جو اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مذکور بھی ان میں سے اور ان میں سے سب سے اول یزید ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں' فرماتے ہیں' میں نے الصادق المصدوق نبی کریم ﷺ سے سنا' فرماتے تھے۔

"هلكت امتي على يدى غلمة من قريش فقال مروان لعنة الله عليهم غلمة فقال ابوهريرة لوشئت ان اقول بني فلان بني فلان لفعلت" ۱۹ل

"کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو (یہ سن کر) مروان نے کہا ان لڑکوں پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت ہو۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ وہ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں ہیں" ۲۰ل

۱۸ل فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۳۔ ۱۹ل بخاری جلد ۲ ص ۱۰۴۶' فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۱' عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۴ ص ۱۸۰۔ ۲۰ل (بخاری جلد ۲ ص ۱۰۴۶)

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 7 جز 14 ص نمبر 198 - 199 کا فوٹو

صفحہ نمبر 198

(ذكر معناه) قوله «اول جيش من امتي يغزون البحر» اراد به جيش معاوية وقال المهلب معاوية اول من غزا البحر وقال ابن جرير قال بعضهم كان ذلك في سنة سبع وعشرين وهي غزوة قبرس في زمن عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه وقال الواقدي كان ذلك في سنة ثمان وعشرين وقال ابو معشر غزاها في سنة ثلاث وثلاثين وكانت ام حرام معهم وقال ابن الجوزي في جامع المسانيد انها غزت مع عبادة بن الصامت فوقصتها بغلة لها شهباء فوقعت فماتت وقال هشام ابن عمار رايت قبرها ووقفت عليه بالساحل بطرابلس قوله «قد اوجبوا» قال بعضهم اي وجبت لهم الجنة قلت هذا الكلام لا يقتضي هذا المعنى واعا معناه اوجبوا استحقاق الجنة وقال الكرماني قوله اوجبوا اي محبة لانفسهم قوله «اول جيش من امتي يغزون مدينة قيصر» اراد بها القسطنطينية كذا ذكرناه وذكر ان يزيد بن معاوية غزا بلاد الروم حتى بلغ قسطنطينية ومعه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وابو ايوب الانصاري وكانت وفاة ابي ايوب الانصاري هناك قريبا من سور القسطنطينية وقبره هناك تستسقي به الروم اذا قحطوا وقال صاحب المرآة والاصح ان يزيد بن معاوية غزا القسطنطينية في سنة اثنتين وخمسين وقيل سير معاوية جيشا كثيفا مع سفيان بن عوف الى القسطنطينية فاوغلوا في بلاد الروم وكان في ذلك الجيش ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وابو ايوب الانصاري وتوفي ابو ايوب في مدة الحصار قلت الاظهر ان هؤلاء السادات من الصحابة كانوا مع سفيان هذا ولم يكونوا مع يزيد بن معاوية لانه

بيان معناه

١٩٩

لم يكن اهلا ان يكون هؤلاء السادات في خدمته وقال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول من غزا البحر ومنقبة لولده يزيد لانه اول من غزا مدينة قيصر انتهى قلت اي منقبة كانت ليزيد وحاله مشهور (فان قلت) قال صلى الله تعالى عليه وسلم في حق هذا الجيش مغفور لهم قلت قيل لا يلزم من دخوله في ذلك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا يختلف اهل العلم ان قوله صلى الله تعالى عليه وسلم مغفور لهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم

محولا بالا عبارات کا ترجمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 27 پر ملاحظہ فرمائیں۔

فتح الباری شرح بخاری جلد 6 ص 127 اور 128 کا فوٹو

صفحہ نمبر 127

قوله : (يغزون مدينة قيصر) يعني القسطنطينية ، قال المهلب : في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ، ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر . وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله : أنه لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله ﷺ مغفور لهم مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها

١٢٨ ــــــــــــ كتاب الجهاد والسير/ باب ٩٤/ ح ٢٩٢٥ ، ٢٩٢٦

بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقاً فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم . وأما قول ابن التين يحتمل أن يكون لم يحضر مع الجيش فمردود ، إلا أن يريد لم يباشر القتال فيمكن فإنه كان أمير ذلك الجيش بالاتفاق . وجوز بعضهم أن المراد بمدينة قيصر المدينة التي كان بها يوم قال النبي ﷺ تلك المقالة وهي حمص وكانت دار مملكته إذ ذاك ، وهذا يندفع بأن في الحديث أن الذين يغزون البحر قبل ذلك وأن أم حرام فيهم ، وحمص كانت قد فتحت قبل الغزوة التي كانت فيها أم حرام والله أعلم . قلت : وكانت غزوة يزيد المذكورة في سنة اثنتين وخمسين من الهجرة ، وفي تلك الغزاة مات أبو أيوب الأنصاري فأوصى أن يدفن عند باب القسطنطينية وأن يعفى قبره ففعل به ذلك ، فيقال إن الروم صاروا بعد ذلك يستسقون به . وفي الحديث أيضاً الترغيب في سكنى الشام ، وقوله : «قد أوجبوا» أي فعلوا فعلاً وجبت لهم به الجنة .

محولا بالا عبارات کا ترجمہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمائیں۔

"قربت کی راہیں" صفحہ نمبر 91 اور 92 کا فوٹو

91

آہ! یہ کیسی قلبیت کی موت اور ایمان کی جاں کنی ہے کہ بعض علماء میں منبر رسول پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہ رسالت، اس جگر گوشۂ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانا جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان واسلام کی معرفت حاصل ہوئی، تم کو کیا ہوا کہ تم ان ہی کی عیب چینیاں کرتے ہو۔ پھر اس عیب چینی اور غنڈہ گری کے لیے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور

92

ابن زیاد نے اہل بیت کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔

حدیث قدسی ہے:

من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتہٗ بالحرب۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے۔ میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت حسین کے ولی اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ وہ صحابی بھی تھے اور اہلِ بیت میں سے بھی تھے۔ وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے۔ وہ صرف اہل بیت ہی میں سے نہ تھے، محبوب بارگاہ رسالت تھے۔

تیسیر الباری شرح بخاری جلد 4 صفحہ 125 اور 126 کا فوٹو

صفحہ نمبر 125

۔ پھر آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا
أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لَا۔
لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اس کی بخشش ہوگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں ف

ف پہلا جہاد معاویہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح کرنے کو، اسی میں ام حرام شریک تھیں ۲۸ھ ہجری میں دوسرا جہاد جو قسطنطنیہ پر ہوا یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا اس میں بہت سے صحابہ شریک تھے جیسے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ اور ابو ایوب انصاری ۵۲ھ ہجری میں ہوا۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ زندہ تھے، انہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت بہ جہات باتفاق علماء صحیح تھی کیں لئے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا۔ یزید نے گو پہلے اچھا کام کیا قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا، اہل بیت کی

اہانت کی، جب سر مبارک امام حسین کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں .... گھوڑے بندھوائے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ مکہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی، عبد اللہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم کو اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا، ایسا گنہگار اس کے بعد بھی کوئی بخشا ہوا اور مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے۔ قسطلانی نے کہا یزید امام حسین کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر، البتہ امیر معاویہ کی بخشش کی امید ہے اور ایک بزرگ نے خواب میں بھی دیکھا کہ پہلے جناب امیر بارگاہ الٰہی میں گئے، ورشہ کر آئے تو فرمایا الحمد للہ میرے موافق حکم ہوا۔ پھر معاویہ گئے، لوٹ کر آئے تو کہنے لگے الحمد للہ میری بخشش ہوئی۔

البدایہ والنہایہ جلد 8 ص 235 اور 236 کا فوٹو

صفحہ نمبر 235

وقد روى أن يزيد كان قد اشتهر بالمعازف وشرب الخمر والغنا والصيد واتخاذ الغلمان والقيان والكلاب والنطاح بين الكباش والدباب والقرود، وما من يوم إلا يصبح فيه مخموراً، وكان يشد القرد على فرس مسرجة بحبال ويسوق به، ويلبس القرد قلانس الذهب، وكذلك الغلمان، وكان يسابق بين الخيل، وكان إذا مات القرد حزن عليه. وقيل:

٢٣٦
إن سبب موته أنه حمل قردة وجعل ينقزها فعضته، وذكروا عنه غير ذلك والله أعلم بصحة ذلك.

صفحہ نمبر 235

وقد قال الإمام أحمد: حدثنا أبو عبد الرحمن ثنا حيوة حدثني بشير بن أبي عمرو الخولاني أن الوليد بن قيس حدثه أنه سمع أبا سعيد الخدري يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «يكون خلف من بعد ستين سنة أضاعوا الصلاة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا»

محولا بالا عبارات کا ترجمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 41 اور 42 پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا واقعہ:

ان (حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے منقول تھا کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے رجوع کرلیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری علیہ الرحمہ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ (یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) حضرت مبشر حلبی (علیہ الرحمہ) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ وہ ثقہ (با اعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ علیہ الرحمہ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی (علیہ الرحمہ) نے اپنے والد عبدالرحمن بن علاء کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی قبر کے پاس سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات کو (الم سے هم المفلحون تک) اور آخری حصہ (لله ما في السماوات سے سورت کے آخر تک) پڑھا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ اس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھے۔ حضرت خلال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوعلی حسن بن ہیثم بزار نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جو قبرستان میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔ (المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۸)

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی
کے لیے عام فہم اور آسان سلیس اُردو
میں بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دورِ
جدید میں
منفرد حیثیت کا حامل

زیر ادارت

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور

0300-4156297 نگینہ پرنٹرز